ایسٹ انڈیا کمپنی

اور

باغی علماء

از

مولانا انتظام اللہ شہابی اکبرآبادی

بار اول قیمت دو روپے

دہلی بک ڈپو اردو بازار دہلی

فاروقی پریس دہلی

انتساب

"ایسٹ انڈیا (کمپنی) اور باغی علما" کو اپنے محترم بزرگ مولانا سید طفیل احمد (علیگ) منگلوری مرحوم مصنف "مسلمانوں کا روشن مستقبل" کے نام نامی سے انتساب کرتا ہوں۔

مولانا مرحوم عہد حاضر کے مطلع سیاست کے منور سیارہ تھے جسکی ضیاء سے مسلمانان ہند میں اقتصادی و سیاسی سرگرمی پیدا ہوئی۔ تنزل وادبار اور جمود و خمود کے زمانے میں "روشن مستقبل" کا جو پیغام ملک و قوم کو دیا وہ سیاسی اُمنگ کا سبب بنا اور ہر کرہ میں زندگی اور سیاسی شعور کی تڑپ پیدا ہوئی شاندار ماضی کے فسانے ہر ایک سناتا رہا پہلی آواز تھی کہ آئندہ زمانہ شاندار آرہا ہے چنانچہ آج جو کچھ بیداری پیدا ہو چکی ہے اسمیں مولانا کی سعی کو بڑا دخل ہے مولانا موجودہ سیاسی ارتقا کو اگلے علماء کی جانبازی و جان نثاری کا ثمرہ سمجھے تھے۔

اس بنا پر یہ کتاب مولانا کے نام سے معنون ہونا موزوں ہے۔

انتظام اللہ شہابی
رفیق مجلس مصنفین علیگڑھ

نیا کتاب گھر دہلی

حرف آہنگ

مغلیہ حکومت کے کمزور ہوتے ہی ملک کا شیرازہ بکھرا اور ہندوستان جنگ کا آماج گاہ بن گیا۔ "کارل مارکس" نے اس عہد کا چند لفظوں میں یہ نقشہ کھینچا ہے۔

ہندوستان میں انگریزی تسلط کیونکر قائم ہوا مغلوں کے اقتدار اعلیٰ کو مغلوں کے صوبہ داروں نے اور صوبہ داروں کی قوت کو مرہٹوں نے مرہٹوں کی قوت کو افغانوں نے توڑا اور جبکہ یہ سب ایک دوسرے سے سرگریباں رہتے انگریز کود پڑا اور سب کو مطیع بنانے کے قابل ہو گیا۔

جنگ پلاسی کمپنی کو سازگار ہوئی پھر تو کمپنی نے اپنی انوکھی تدبیروں سے ہندوستان پر پورا تسلط ہی کر لیا۔ اور ملک کے معاشرہ میں ہی دخیل ہونے لگی۔ عمال ایسٹ انڈیا کمپنی نے بے حساب دولت لوٹنی شروع کر دی لارڈ مکالے نے ایک جگہ لکھا ہے کہ

کمپنی اور اسکے ملازمین پر اب دولت کی بارش بافراط ہونے لگی ۸۰ لاکھ پونڈ کی رقم جو نقرئی سکہ کی صورت میں تھی دریا کے ذریعہ مرشد آباد سے فورٹ ولیم روانہ کی گئی۔ (اس رقم سے) ہر انگریز کے گھر میں تمول اور ثروت کے آثار نمایاں ہو گئے"

کلائیو یاقوت اور ہیروں کا تاج پہنے ہوئے سونے اور چاندی کے ڈھیروں میں لوٹتا تھا۔ اور وہ جسقدر دولت اپنے لئے لینا

دوار کھے نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستانیوں کی بیس برس کی محنت کی پونجی چھن گئی۔ ۱۷۷۰ء میں خشک سالی سے قحط نمودار ہوا تو لوگوں کے ذرائع نے جواب دے دیا تو وہ لاکھوں کی تعداد میں ہلاک ہو گئے۔ مگر انگریز نے اپنے یہاں غلہ بھرنا شروع کر دیا مگر غربا کی معاونت یا دستگیری نہیں کی میکالے کہتا ہے۔

"فاتح انگریزوں کے محلوں اور باغوں کے نزدیک دریائے ہگلی میں ہزارہا نعشیں بہتی رہتی تھیں پٹنہ اور کلکتہ کے گلی کوچے مردہ نعشوں اور مرنے والوں سے بھرے ہوئے تھے اور انکی نعشوں کو گیدڑ، گدھ دن دہاڑے نوچتے کھسوٹتے رہتے تھے۔"

انگریزی برکات نے کچھ عرصہ بعد ایک اور ملک پر قحط ڈالا جو امکانی باران کی وجہ سے نہیں پڑا بلکہ کمپنی کا روز افزوں اقتدار اسکا سبب تھا لوٹ کھسوٹ سے گاؤں کے گاؤں خالی ہو گئے اور باشندہ بھاگ نکلے۔ کرنیل بیرڈ کے بیان کے متعلق بنگال کی ایک تہائی سے زیادہ اراضیات بیس سال تک افتادہ پڑی رہیں۔"

ان بدنظمیوں نے ہندوستانیوں کو اسقدر عاجز کر دیا تھا۔ کمپنی سے دن بدن انکو نفرت بڑھنے لگی تھی اور اسقدر عمال کمپنی سے خوف زدہ ہو گئے تھے جب کبھی انگریز مسافر پالکی میں کسی گاؤں سے گذرتا تو اس کی آمد کی خبر پاکر لوگ گاؤں چھوڑ جاتے تھے۔" کمپنی زعم باطل میں اہل ملک کو کمزور کر رہی تھی تاکہ یہ خودسری نہ کر سکیں۔ جب کمپنی کو باور ہو گیا کہ ہندوستانی غلام ہو چکا ہے۔ اب اس نے اور آگے قدم بڑھایا ہندو مسلمانوں کے مذہب سے کھیلنے لگا۔ مذہبی رہنماؤں کے مٹانیکی

تدبیریں کیں اپنے مذہب کی ترویج پر کمر باندھی۔ زمینداریاں اور جو ریاستیں صاحب اقتدار تھیں۔ انگریز بہ لطائف الحیل یکے بعد دیگرے قبضہ میں لانے کے درپے ہوا۔ جہاں مصائب سرجوٹ ہوگئے وہیں ملک میں بلوؤں کی صورت پیدا ہوگئی ۱۸۰۶ء میں ویلور میں ایک زبردست ہنگامہ ہوگیا۔[1] ۱۸۳۱ء میں تیتو میاں انگریز طاقت سے بھڑ بیٹھا ۲۴ پرگنہ ندیا اور فرید پور کے ضلع سے کچھ دن کیلئے کمپنی کا اقتدار ہی اٹھ گیا تھا تیتو میاں کے ساتھ ہندو مسلمان ہر دو تھے مگر کمپنی نے تازہ دم فوج مقابلہ کے لئے بھیجدی نارکل بیڑیا پر تیتو میاں مقابل آیا شہید ہوگیا سپہ سالار فوج اور ایک سو چالیس مجاہد پکڑے گئے رسالدار کو پھانسی لگی اور ۸۰ نفوس کو بمبئی جیل میں بعد مقدمہ بند کردیا[1] اب علماء نے کروٹ لی مولوی شریعت اللہ اور مولوی کرامت علی جونپوری نے ہندو مسلم ۸۰ ہزار نفوس کی جماعت فرازی کے نام سے بنائی اس جماعت نے دودو میان کے زیر سرکردگی انگریز سے مقابلہ کیا مگر معاملہ آگے نہ بڑھ سکا دب گیا۔

ان ہنگاموں کے واقعات سے کمپنی نے کوئی اثر نہ لیا بلکہ ہندوستان پر دوامی اقتدار قائم کرنے کیلئے جو اسکیم پیش کی تھی وہ بروئے کار لائی جارہی تھی۔ اٹھارویں صدی کے آواخر میں ہندوستان میں تعلیم کی ترقی تھی یہاں تعلیم کا وہی تناسب تھا جو اسوقت یورپ کا تھا۔

صرف دہلی شہر میں ۱۸۲۵ء میں ایک ہزار کالج اور دو ہزار اسی مساجد جنمیں عام درسگاہیں تھیں واٹ ہیڈ مدراس کا پادری ایک جگہ کہتا ہے۔

بنگالی کے گاؤں کا تعلیمی معیار اسکاٹلینڈ کے گاؤں کے معیار سے بہتر تھا[2]

[1] تاریخ وطنیت۔

کمپنی نے پادریوں کے مشن جو ہندوستان بھیجے تھے عیسوی تبلیغ کے ساتھ یہاں کی تعلیم بھی انکے سپرد کی گئی جنہوں نے ہر جگہ تعلیمی ادارہ اپنے کھول دئے اسکا اثر یہ ہوا مکاتب اور پاٹ شالوں پر اوس پڑ گئی ۵۰ برس میں ۹۰ فی صدی ناخواندہ نظر آنے لگے اسپر طرہ یہ ہوا کہ لارڈ میکالے نے ہندوستانی ادب کا تختہ الٹ دیا انگریزی تعلیم کی اسکیم نافذ کر کے مادری زبان کی تعلیم کو فنا کر دیا۔

مسٹر وائٹ ہڈ کا بیان ہے۔

قومی تعلیم (یعنی انگریزی) جاری کر کے ہندوستانیوں کی انفرادیت اور آزاد خیالی کو نابود کرنے کی کوشش کی"

جسقدر انگریزی ترقی کر رہی تھی اسیقدر تعلیمی تناسب گھٹ رہا تھا ۹۲ فیصدی لوگ اب ناخواندہ ہو چکے تھے اس لپیٹ میں مسلمان زیادہ آئے۔

مشن کالجوں اور اسکولوں میں عیسوی تعلیم دی جاتی تھی ہندو مسلمانوں کی مذہبی تعلیم وہاں ہوتی نہیں - ہندوستانی اسطرف جھک رہا تھا گو مخالفت بھی ہوئی انکو مذہبی دیوانہ کہکر نظر انداز کیا گیا اہل ملک کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر مذہبی مراسم پر نظر ڈالی - رسم ستی بند کی عقد بیوگان جاری کیا ذات پات ختم کی گئی - حتی کہ کورسوں میں مہاراج کرشن چندر جی کا ذکر خیر ہوتا تھا اسکی بندش کی جانے والی تھی مسلمانوں پر یہ کرم ہوا کہ دہلی میں محکمہ قضاۃ تھا اسکو توڑ کر صدر نظامت قائم کر دیا قاضی کے بجائے انگریز جج فیصلہ مذہبی کرتا ۱۸۳۷ء میں قحط پڑا۔

جو غربا کے بچے مشن کو ہاتھ لگتے وہ عیسائی کر لئے گئے اس واقعہ کا اثر ہندو مسلمان - ہر دو نے لیا - عیسائی مشن دن بدن کامیاب ہوتا جارہا تھا - عوام میں کھلبلی مچ گئی انکے پیشوا ونکو متوجہ ہونا پڑا - پنڈتوں نے اپنے گھر کو سنبھالنے کی کوشش کی مسلمانوں میں علما اور فقرا نے ہاتھ پیر چلائے - درس و تدریس بھول گئے - اور نصاریٰ سے مقابلہ کیلئے سربکف اٹھ کھڑے ہوئے - فقرا جو خانقاہوں میں گوشہ گیر تھے وہ غلبہ نصرانیت کے مخالفت میں لگ گئے -

گوالیار میں محراب شاہ قلندر ایک بزرگ تھے جو سردار ستولے کے یہاں پیادہ کی خدمت انجام دیتے مگر اہل شہر انکا گرویدہ تھا - دور دور شہرت تھی مدراس کا نواب زادہ فقیری لباس میں آنکے پاس آیا اس سے بیعت اس شرائط کے ساتھ لی کہ وہ اپنی جان کی بازی انگریز کے اقتدار کے ختم کرنے میں لگا دے؎۱

چنانچہ نواب زادہ امارت کو چھوڑ کر اسی مقصد کے پیش نظر در بدر پھر رہا تھا - یہی وہ فرد ہے جسکو تاریخ غدر میں مولوی احمد اللہ شاہ دلاور جنگ کے نام سے یاد کرتے ہیں

کئے اور میلیس کی ہندوستانی غدر کی تاریخ جلد ۴ صفحہ ۳۸۱ میں ہے

> مولوی احمد اللہ نے ناجائز قتل و غارت سے کبھی اپنی تلوار کو دھبہ نہیں لگنے دیا وہ ہمیشہ مردانہ وار جرأت اور اولوالعزمی اور دیانت داری سے اپنے ملک کو اغیار کے پنجے سے چھڑانے کے لئے (انگریز سے) لڑتا رہا "

؎۱ تواریخ احمدی از مولانا نائب لکھنوی -

جونپور میں مولوی سرفراز علی شاگرد مولوی کرامت علی شغل معلم گیری اسکے ساتھ پیری مریدی بھی جاری، جو مرید ہوتا اسکو نصرانیت کے خلاف تلقین کرتے اور جہاد پہ آمادہ کرتے سلطانپور کا ایک افغانی صوبہ دار نام سنکر بیعت کرنے آیا بخت خان اسکا نام تھا انگریزی توپ خانہ کا افسر تھا. مرید کیا اور اسکو انگریز سے مقابلہ کے لئے تیار کردیا جو آگے جاکر دلی کی تاریخ میں جنرل بخت خان کے نام سے مشہور ہوا۔ علاقہ سرحد میں مولانا مولوی سید احمد بریلوی اور مولانا اسمٰعیل شہید نے انگریز کے خلاف وہ آگ بھڑکا دی تھی جو بجھنے میں بھی نہ آئی ۔

۱۸۵۴ء میں پادری فنڈر انگلستان سے ہندوستان آیا اور داعیان مذہب کو دشنام دہی کا محل بنالیا۔ علما بگڑ بیٹھے مولوی رحمت اللہ اور ڈاکٹر وزیر خان سے اس سے آگرہ میں مناظرہ ہوا شکست کھا کر سیاہی شب میں ایسا چھپا پھر ہندوستان میں نظر ہی نہ آیا۔ علما نے نصرانیت کے خلاف رسالہ بازی شروع کردی۔ علما کیطرح ہندوستان کے پنڈتوں نے دھرم شاستر کے احکام نکال لئے تھے اور پنڈوں سے سبہ مورت نکال کر وطن پرستوں کو گرما رہے تھے اور فرماتے تھے کہ انگریز سے لڑو فتح تمہاری ہوگی ۔ (تاریخ بغاوت ہند صفحہ ۶۷)

حسن اتفاق نانا راؤ پیشوا کی ۸ لاکھ کی پنشن ڈلہوزی نے ضبط کرلی اور باجی راؤ کا متبنٰی انکو نہیں گردانا انہوں نے اپنے سربراکار عظیم اللہ خان کو ولایت بھیجا مگر ڈائرکٹران نے کوئی توجہ نہ کی ۵ لاکھ روپیہ صرف کرکے لوٹ آیا۔ ہر دو انگریزی سلطنت کے الٹنے کے درپے ہوگئے کہا جاتا ہے غدر کی سکیم کے بانی دلاور جنگ اور نانا راؤ اور عظیم اللہ ہی تھے۔ نانا صاحب کا ساتھی تانتیا ٹوپی فوجی جنرل تھا

اس نے جوگی بنکر سرکاری فوجوں میں بغاوت کی لہر پیدا کر دی۔

مسٹر چارس بال اپنی تصنیف میں انکے متعلق لکھتا ہے۔

انگریز سے ذرا کم مضبوط۔ دشمن سے اگر نانا تبہ ٹوپی کو واسطہ پڑتا تو وہ ایک وسیع مرہٹہ سلطنت قائم کرنے میں کامیاب ہو جاتا اور پھر سے پیشوا بن جاتا ہے[1]

احمد نگر کے علاقہ کا رہنے والا تہا کچھ عرصہ نانا فرنویس کی فوج میں عہدہ دار رہ چکا تہا۔ مگر اس بہادر کو راجہ مان سنگھ اپنی جائداد کو بچانے کی خاطر انگریزوں کے ہاتھ سوتے میں پکڑوا دیتا ہے مقدمہ چلتا ہے آخرش ۴۹ برس کی عمر میں دار پر چڑہا دیا جاتا ہے۔ ان جملہ حضرات نے ۱۸۵۷ء میں ہندوستان کو تو وہ برو دبنا دیا تھا صرف ایک ماہ کچھ دن شتابہ لگانے میں باقی تھے کہ برطانی جنرل جو میرٹھ میں کمانڈر فوج کا تھا خود دیا سلائی دکھا بیٹھا قضیہ کارتوس چھیڑ کر فوج کو برگشتہ کر دیا یہ فوج ۔ امی کو دلی آئی بہادر شاہ کو خواب غفلت سے چونکایا مگر ضعیفی نے اور انگریز کے شکنجہ نے پژمردہ بنا رکھا تھا مگر خاندانی تہور و شجاعت نے نئے سرے حرارت پیدا کر دی اور وہ سرپرستی کے لئے تیار ہو گیا مگر شہزادی کمزور نکلے مرزا مغل مرزا خضر سلطان۔ مرزا قویش مرزا جوان بخت میں تو کچھ سرگرمی عمل تہی بقیہ کا طریقہ شکایت کا موقعہ دے رہا تھا جنرل بخت خان نے آتے ہی فوج کو ہاتھ میں لے لیا بادشاہ نے لارڈ گورنر کا خطاب دیا مگر ارکان سلطنت حکیم احسن اللہ خان مرزا الٰہی بخش و دیگر شہزادوں کی سازشیں انگریز کو کامیاب کرنے میں معاون ہوئیں تسلط پر بادشاہ

[1] ہندوستانی غدر کی تاریخ جلد دو صفحہ ۶۰۲۔

رنگون بھیج دیئے گئے ہڈسن کے ہاتھوں شہزادے مرزا مغل مرزا خضر سلطان گولی کا نشانہ بنے۔

جنگ آزادی نے ہندوستان میں وسیع محاذ اختیار کر لیا تھا۔ لکھنؤ پر سے مولوی احمد اللہ شاہ اور برجیس قدر کی وجہ سے کنٹرول اٹھ گیا تھا کانپور پر نانا راؤ کا قبضہ تھا رانی لکشمی جھانسی پہ براج رہی تھی بریلی نواب خان بہادر خان کے قبضہ میں تھی الہ آباد پر مولوی کفایت علی چھائے ہوئے تھے۔ بہت سے نواب اور چھوٹے چھوٹے راجے انکے ہمنوا تھے دلی پر انگریزی قبضہ ہونے کے بعد ہر جگہ غداروں نے ملک محبان ملک اور حریت نوازوں کو ناکامیاب بنایا آخری سب کا اجتماع مولوی احمد اللہ شاہ کے جھنڈے تلے تھا محمدی میں حکومت قائم ہوئی سکہ چلا مگر راجہ پوائین کے ہاتھوں دھوکہ سے احمد اللہ گولی کا نشانہ بنے[1] پھر تو تمام انقلابی رہنما منتشر ہو گئے جو حکومت کے ہاتھ پڑے وہ دار پر چڑھا دیئے گئے یا حبس دوام بہ عبور دریائے شور کی سزا کے سزاوار قرار دیئے گئے نوابوں راجاؤں کی جائدادیں ضبط ہوئیں۔ دلی میں لکھنؤ میں کانپور میں انگریزی افسروں نے وہ وہ ظلم کئے جسکی تاریخ میں مثال نہیں ملتی بنارس الہ آباد میں نہایت بیرحمی اور سختی کا استعمال جنرل نیل اور کرنل ریگنارڈ نے کیا۔

لندن ٹائمس کے نامہ نگار رسل نے اس ظلم وجور کی بہت سی مثالیں دی ہیں۔ لفٹنٹ مجنڈی نے لکھا ہے۔

ایک زخمی سپاہی کے چہرے کو سنگین مار مار کر چھید اگیا اور پھر اسے معمولی آگ رکھ کر بھونا گیا۔ جلتے ہوئے انسانی گوشت کی خوفناک بو سے دماغ پھٹا جاتا تھا سخت قسم کا دھواں اٹھ رہا تھا اور یہ سب کچھ انیسوی صدی میں

[1] قیصر التواریخ و تاریخ شاہجہانپور۔

ہوا۔ جب انگریز اپنے مہذب ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا۔"

سر ہنری کاٹن لکھتا ہے۔

مجھے موبرے تھامپس نے نہایت ہی روح فرسا واقعات سنائے اور بتایا کہ قیدیوں پر کیا کیا مظالم ڈہائے جاتے تھے۔ سنتریوں کے کمرے میں اس نے جو کچھ دیکھا اسکے الفاظ یہ ہیں۔ چند بدقسمت مسلمانوں کو رسیوں سے باندھ کر زمین پر لٹایا گیا اُنکے کپڑے پھاڑ ڈالے گئے اور سر سے پیروں تک ہر حصے پر دیکھتے ہوئے تانبے سے نشان لگائے گئے اور پھر ان کے سروں میں گولیاں مار مار کر انہیں ہلاک کیا گیا (انڈین ہوم میموریز) ایسے بہت سے واقعات گزرے۔

یہ ظالمانہ واقعات ان کے ساتھ کئے گئے جنہوں نے ملک کو آزاد کرانے اور اپنی اولاد کو بدیسی حکومت کی غلامی سے نجات دلانے کی پہلی کوشش کی تھی۔

مگر افسوس کا مقام ہے جنگ آزادی کے شرکا کا کوئی اب تک تفصیلی تذکرہ نہیں لکھا گیا۔ غدر کی تاریخیں انگریزی میں بہت سی لکھی گئیں مگر انمیں اپنی مظلومیت اور ہندوستانیوں کی خونخواریت کے نقشے دکھائے گئے ہندوستانی مورخوں نے انسے بھی زیادہ خیر خواہی کا اظہار کیا مفروضہ مظالم کی داستانیں اور بڑہا چڑہا کر لکھیں انگریزوں کو معصوم اور ہندوستانیوں کو ظالم اور محبان وطن غدار۔ مفسد کے نام سے پکارے گئے انپر جو ظلم ہوئے وہ حق بجانب ٹھرائے گئے۔ دہلوی ذکاء اللہ دہلوی اور پنڈت کنہیا لال کی تاریخ بغاوت ہندیں ثبوت ہے اس سے بڑھکر ان حضرات کی کوتاہ نظری کیا ہوگی کہ حریت نوازوں کے حالات تو بڑی چیز ہے انکے نام تک کا ذکر کرنا گناہ سمجھا اگر کسی کا نام بہ مجبوری کسی واقعہ

میں آیا تو بری طرح سے لکھا۔ جیسا کہ ڈاکو اور چور کا نام لیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تاریخی حقائق کے بعد ہم حق بجانب ہیں کہ ۵۷ء کی انقلابی تحریک کو زیادہ کامیاب بنانے اور ملک پر اپنے کو قربان کرنے والے علما ہی تھے۔

ان علما میں جو صاحب درس و تصانیف تھے اُن کا ذکر البتہ علمائے ہند کے تذکروں میں معمولی طور سے آیا ہے مگر تذکرہ نویس اُنکے سیاسی کارناموں سے ناواقف تھا یا خود پردہ ڈالا گیا۔

آج ایک ایسے تذکرہ کے لکھنے کی سخت ضرورت تھی جسمیں علما کی مجاہدانہ سرگرمیاں اور انکی سیاسی کارگذاری ہو اور انکے ہمنوا راجہ نواب امرا تھے۔ انکی سیاسی مساعی کا بھی ذکر ہو۔

چنانچہ مولوی عبدالحق صاحب فاروقی مالک نیا کتاب گھر دہلی سے راقم سطور اس اہم خدمت کو انجام دینے کے لئے تیار ہو گیا خدا کا شکر ہے مجھکو بڑی کامیابی ہوئی میرے خاندانی کتب خانہ سے اسکی ترتیب میں بڑی مدد ملی۔

ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علما

کے نام سے اس کتاب خونچکاں کو ملک و ملت کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

انتظام اللہ شہابی

حضرت مولانا سید احمد اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید احمد علی عرف ضیاء الدین خطاب دلاور جنگ معروف د